تاریخ شاکر خانی کا تعارف

سلمیٰ نسیم
پی ایچ ڈی اسکالر (فارسی)
پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور

TARIKH-I-SHAKIR KHANI
A GLIMPS OF LATER TAIMOR PERIOF

Salma Naseem
PhD Scholar (Persian)
Punjab University Oriental College, Lahore

Abstract

Tarikh-i-Shakir Khani is one of the most important histories on Later Mughal period history form 1719-1761/1132-1173. It dwells on the reign of Muhammad Shah and his successors, down to the beginning of the reign of Shah'Alam II. Munshi Shakir Khan presented eye witness accounts of many incidents and narrated many rare and important documents in this book like accession of Muhammad Shah (1719-48) fall of Syed Brothers, reign of Ahmad Shah (1748-17), Alamgir II (1754-59), Shah Jahan III (1759-60), accession of Shah Alam Sani Ali Gauhar (October 1761-1806) proclamation of 'Ali Gauhar Shah' Alam in Delhi, and the defeat of the Sikhs by Ahmad Shah Durrani (1761). The article focuses Persian histriography with special reference to Tarikh-i-Shakir Khani.

Keywords:
برصغیر، منشی شاکر خان، اورنگ زیب، تاریخ مظفری، گلشن صادق

ہندوستان میں مسلمانوں کے تقریباًہزار سالہ درخشاں ماضی کا تعلق فارسی زبان وادبیات سے رہاہے۔ ہندوستان میں یہ زبان غیر ملکی فاتحین اور تاجروں کے ساتھ داخل ہوئی اور آج تک یہاں اس زبان میں علم وادب، اخلاق وعرفان اور تاریخ کااتنا ذخیرہ تخلیق ہو چکاہے کہ دنیا کی تاریخ اور ادب اس کے بغیر نامکمل ہے۔ یہ صدیوں تک برصغیر پاک وہند کے علمی، ادبی، ثقافتی اور سیاسی بل کہ سرکاری زبان کے درجے پر فائز رہنے والی زبان ہے۔ عربی زبان کے بعد عالم اسلام کی دوسری بڑی زبان فارسی ہے۔ برصغیر کی تاریخی، معاشی، معاشرتی اور دیگر معلومات کے ادراک کے لیے اس زبان وادب سے آگاہی ناگزیر ہے۔

منشی شاکر خان(۲۷صفر،۱۱۲۸ھ/ ۱۷۱۶ء)

مصنف تاریخ شاکر خانی منشی شاکر خان بن شمس الدولہ لطف اللہ خان صادق تہور جنگ (۱۶۶۶۔۱۷۵۲ء) کا تعلق عہد تیموریان متاخر کے ممتاز مورخین اور درباری امرا کے خانوادے سے ہے جو اٹھارویں صدی عیسوی کے مورخین میں ایک اہم مقام رکھتے ہیں۔ شاکر خان کے آباواجداد کا تعلق ہرات (موجودہ افغانستان) سے تھا۔ وہ سلطان غیاث الدین بلبن (۱۲۸۵۔ ۱۲۶۶ ء) کے دور میں ہندوستان آئے اور پانی پت میں قیام کیا۔ شاکر خان کے دادا صوفی عبدالرزاق (خواجہ بزرگ) کی شادی نصرت خان جہانگیری سے ہوئی جن کے بطن سے لطف اللہ صادق پیدا ہوئے(۱۔راسخ،۱۹۶۱ء، ص۵) ان کے والد لطف اللہ خان صادق پانی پت کے مشہور امرا میں شمار ہوتے تھے۔ شاکر خان مغل شہنشاہ محمد شاہ (۱۷۱۹۔۱۷۴۸ء) اور احمد شاہ (۱۷۴۸۔۱۷۵۴ء) کے ہم عصر ہیں۔انھوں نے محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ اول کے عہد میں درباری ملازمت اختیار کی۔ محمد شاہ کے دور میں عنایت خان راسخ اور شاکر خان نے قدرے ترقی پائی (۲۔شاہنواز خان، ۱۹۷۰، ص۱۵۴) انھیں شش ہزاری کا عہدہ عنایت کیا گیا۔

اورنگ زیب کی وفات کے بعد جب ان کے بیٹوں کے درمیان تخت نشینی کے لیے جنگ شروع ہوئی تو لطف اللہ صادق (مصنف کے والد) شہزادہ محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ کے ہم رکاب ہوگئے۔ بہادر شاہ کی فتح پر لطف اللہ صادق کو بخشی اور مختار شہزادہ خجستہ اختر جہان شاہ اور داروغہ ڈاک مقرر کر دیا گیا۔ لطف اللہ صادق کو منصب شش ہزاری و خطاب شمس الدولہ بہادر تہور جنگ عطا ہوئے (۳۔انصاری، ۸۱۰۲، ص۱۸۔۲۸)

لطف اللہ صادق کے دوسرے بھائی خواجہ عبداللہ خان مخاطب بہ دلیر دل خان بہادر نصرت جنگ صوبہ دار ملتان مقرر ہوئے (۴۔عبرت ۱۹۷۷ ص۱۵۷) اور ان کے تیسرے بھائی خواجہ شکراللہ خان مخاطب بہ عزت الدولہ شیر افگن خان نگران الٰہ آباد (کورہ) تھے۔ لطف اللہ صادق جہان دار شاہ کے

عہد میں دیوان شاہ زادہ اعزالدین (پسر جہان دار شاہ) مقرر ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ شہزادہ اعزالدین اور شاہ زادہ فرخ سیر کے درمیان جنگ میں لطف اللہ نے فرخ سیر سے خفیہ ملاقات کی اور شاہی فوج سے کنارہ کر گئے اور فرخ سیر کی فتح کے بعد وزیر سیّد عبداللہ خان (سادات بارہہ) کے لطف و عنایت سے دیوانِ خالصہ کے عہدے پر فائز ہوئے (۵۔ واضح، ۱۹۷۱ص ۴۶۲) مگر جلد ہی اس عہدے سے علیحدہ ہو گئے۔ مولف تاریخ مظفری لکھتے ہیں "شمس الدولہ جدّ راقم کہ دو سال و شش ماہ در جلوس شہید مرحوم، فرخ سیر بہ دیوانِ خالصہ و تن پرداختہ بعد ازان بہ سبب ناسازی مزاج سید عبداللہ خان و بد پردازی دیوان رتن چند خانہ نشین بود، درین عہدِ مبارک (محمد شاہ) بدخواہان، سید برادران دودمان صاحب قران بہ پاداشِ اعمال رسیدند"۔ (٦ ۔انصاری ۲۰۱۸، ص ۱۷۳ب)

چند سال بعد محمد شاہ بادشاہ نے انھیں دربار میں طلب کیا اور منصب شش ہزاری و خطاب نیک نام تہوّر جنگ عنایت کیا (٦۔ تاریخ مظفری، ص ۱٦۷ ۔ ۱۷۱) لطف اللہ صادق نادر شاہ کے حملے کے دنوں میں منتظم قلعۂ دہلی تھے اور انھوں نے بلا حیل و حجت مال و منال ضبط کروا دیا (۷۔ عبدالکریم، ۱۹۷۰، ص ۲۴۸) وہ دہلی میں رہتے تھے اور انھوں نے ۱۷۵۴/ ۱۱٦۷ (احمد شاہ کے دور) میں دہلی میں وفات پائی۔ ان کے چھ بیٹے تھے۔ (۸۔ انصاری، ۲۰۱۴ ، ۵۵ ۳ب)

۱ ۔ عنایت خان راسخ	۲۔ ہدایت اللہ خان (محمد علی انصاری کے والد)
۳ ۔ باقر خان	۴۔ شاکر خان مصنف تاریخ شاکر خانی
۵ ۔ محمد ابراہیم خان	٦۔ ناصرالدین خان

احمد شاہ بادشاہ نے انھیں خلعتِ ماتمی اور مناصب اعلیٰ عطا کیے (۹۔ انصاری، ۲۰۱۴، ۵۵ ۳)

خانوادۂ انصاری کی جاگیرات (لطف اللہ و پسران) دہلی، پانی پت اور عظیم آباد پٹنہ میں تھیں جو ان کے خاندان کی عظیم خدمات کے صلہ میں عنایت کی گئی تھیں۔۔۔" مصنف نقل مصدقہ انتقالِ جاگیرات بہ عوض یک لک و سی ہزار روپیہ از دستور شاھنشاہ احمد شاہ آوردہ است، عنایت خان و ہدایت اللہ خان و فاخر خان و شاکر خان و ابراہیم خان و ناصر خان وغیرہ ورثای شمس الدولہ لطف اللہ خان صادق۔۔۔ (۱۰۔ شاکر خان، ۲۰۲۰ ص ۱۰۰)

اس خانوادے کے بیشتر افراد سلاطینِ مغلیہ کے ہاں معزز عہدوں پر فائز رہے اور تالیف و تصنیف سے بھی تعلق رکھتے تھے جن میں ان کے بھائی عنایت خان راسخ فارسی شاعر اور ایک اہم کتاب

''رسالہ مغنیانِ ہند'' کے مصنف ہیں۔ شاکر خان کا برادر زادہ محمد علی خان انصاری مشہور تاریخی کتاب ''تاریخ مظفری'' کا مؤلف ہے۔ شاکر خان ۲۷ صفر ۱۱۲۸ھ ۱۷۱۶ء میں پانی پت میں پیدا ہوئے۔ (۱۱۔ مقتدر، ج۱۵۔ ص ۳۲)۔

شاکر خان پندرہ سال کی عمر میں اپنے بھائی فاخر خان کے ساتھ محمد شاہ کی ملازمت میں شامل ہوئے اور انھیں اپنے والد والا خطاب، صادق عنایت ہوا۔ شاکر خان نے خود لکھا ہے کہ وہ ''رسالہ سلطانی'' میں بخشی تھا(۱۲۔ ریو ۱۹۶۵ص ۲۸۰) دہلی پر احمد شاہ درانی کے حملوں کے دوران شاکر خان بنارس اور بنگال کی طرف چلے گئے۔ شاکر خان نے دکن کے حاکم نواب آصف جاہ اول (۱۷۲۴۔۱۷۴۸ء) سے تعلق کا ذکر بھی کیا ہے۔ کتاب کے آغاز میں انھوں نے خود کو نواب کا نمک خوار لکھا ہے اور اپنے عہدہ بخشی گیری کا بھی ذکر کیا ہے(۱۳۔ شاکر خان ص ۲۸ و ریو، ۲۸۰) شاکر خان کی تاریخ وفات کا کچھ علم نہیں ہے۔ انھوں نے دو نثری کتب تحریر کیں۔

گلشن صادق

ان کی پہلی کتاب گلشن صادق ہے جو مشرقی علوم کا ایک دائرۃالمعارف سمجھی جاتی ہے۔ یہ چودہ خیابانوں (ابواب) پر مشتمل ہے اور ہر خیابان کئی چمنوں پر مشتمل ہے۔ اس کا ساتواں خیابان تاریخی معلومات کا حامل ہے جس میں تیموری بادشاہوں کے انساب، شاہ عالم ثانی کے عہد اور پھر نادر شاہ تک کے احوال درج ہیں۔ اس کتاب کے دو خطی نسخے دریافت ہوئے ہیں، پہلا کتب خانہ خدابخش پٹنہ میں شمارہ ۲۰۲۲ کے تحت اور دوسرا خطی نسخہ کتب خانہ انڈیا آفس لندن میں شمارہ ۲۲۲۸ کے تحت موجود ہے۔ (۱۴۔ مجددی، ۲۰۱۳، ص ۱۲۵)

تاریخ شاکر خانی

تاریخ شاکر خانی، زیر تحقیق کتاب منشی شاکر خان کی دوسری اہم تالیف ہے۔ یہ کتاب مغل بادشاہ محمد شاہ(۱۷۱۹۔۱۷۴۸ء) کے دور سے شاہ عالم ثانی کی حکومت کے دوسرے سال(۱۷۶۱ء) تک کے واقعات پر مشتمل ہے ۔ ہندوستان میں دورِ مغلیہ کی تاریخ پر بہت سی کتب لکھی گئیں مگر دورۂ تیموریان متاخر پر بہت کم معیاری کتب نظر آتی ہیں۔ زیر نظر تحقیقی مقالہ اس اہم تاریخی دور کے متعلق لکھی گئی ایک بنیادی کتاب سے متعلق ہے۔ اس کتاب میں دوسری کتبِ تاریخ کی نسبت اہم عصری شواہد موجود ہونے کے باعث اس کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔(۱۵۔ مجددی، ۲۰۱۶، ص ۱۹۰) یہ کتاب دیباچہ کتاب، متن کتاب، دستورالعمل اور خاتمہ کتاب پر مشتمل ہے۔

دیباچۂ کتاب کاآغاز امیر تیمور کے تذکرے سے کیا گیا ہے۔ اس کے بعد اصولِ سیاست و حکومت سے متعلق بارہ گروہوں کا ذکر کیا گیا ہے جن میں علما و سیاست، سادات، امرا، سپاہ و رعیت، عقلا و صاحب اسرار افراد، وزرا، منشی، دیوان، حکما، اطبا، نجومی، مشائخ اور صوفیہ وغیرہ شامل ہیں۔اس کے بعد مزید بارہ افراد کے گروہ کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کی فہم و فراست سے مالی و ملکی معاملات طے پاتے ہیں۔ حکم رانوں کی بارہ صفات اور قواعد وضوابط، بادشاہوں کے لیے ضابطۂ اخلاق وصفات جن کا ایک حکم ران میں موجود ہونا لازم ہے، سیاست کے اصول وضوابط، اُمرا اور وزرا کے لیے ضابطۂ اخلاق، فوج، سلطنت اور رعیت کے لیے ضابطۂ اخلاق بھی بیان کیا گیا ہے۔دیباچہ کے اختتام پر وزیر کے لیے مزید چار صفات کا ہونا لازم قرار دیا گیا ہے۔(۱۶۔شاکر خان، نسخہ خطی، ص ص ۱۔۱۲) کتاب کے متن کا آغاز محمد شاہ بادشاہ کی تعریف و توصیف اور آصف جاہ کے القابات سے ہوتا ہے۔ عہد شاہی میں وزارتوں کی تقسیم، سید برادران (سید عبداللہ اور حسین علی خان) کا مغلیہ سلطنت میں بے پناہ اثر ورسوخ اور شہنشاہوں کو کٹھ پتلی بنائے رکھنا، نواب آصف جاہ کی مدد سے ان کا خاتمہ اور نواب مذکور اور اس کے ساتھیوں پر شہنشاہِ وقت (محمد شاہ) کی جانب سے عطا کردہ القابات، جاگیرات اور انعامات کا تذکرہ ملتا ہے۔ مصنف کے جدّ امجد لطف اللہ صادق کے خانوادہ کا ذکر اور اس کی آصف جاہ اور نادر شاہ سے خط کتابت کا تذکرہ، مرہٹوں اور دیگر مقامی بغاوتوں کی سرکوبی وغیرہ۔اس کے علاوہ نادر شاہ درانی کا ہندوستان پر حملہ (۱۷۳۸۔۳۹) احمد شاہ ابدالی کے ہندوستان پر حملوں (۱۷۵۶تا ۱۷۶۱) اور قتل وغارت کی چشم دید وقائع نگاری۔ متن کے آخری صفحات میں عالی گوہر شاہ عالم ثانی کی دہلی میں تخت نشینی (۱۱۷۳ھ/ ۱۷۶۰) سکھوں کی شورش، لوٹ مار اور شاہ عالم کے دوسرے سالِ جلوس میں احمد شاہ درانی کے ہاتھوں ان کی عبرت ناک شکست (۱۱۷۴/۱۷۶۱) کے احوال، مرہٹوں کی بغاوتوں لوٹ مار اور ان کے تدارک وغیرہ کا ذکر ملتا ہے۔(۱۷۔شاکر خان، نسخہ خطی، صص ۱۲۔۱۲۲) تاریخ شاکر خانی کا اگلا باب دستور العمل پر مشتمل ہے جس میں ہندوستان کے صوبوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔اس میں صوبوں کے محاصل، جاگیروں اور محالات کی تفصیل، کارپردازوں کی تنخواہیں، مختلف مقامات کے درمیانی فاصلے وغیرہ کی تفصیلات ملتی ہیں۔(۱۸۔شاکر خان، نسخہ خطی، ص۱۱۳۔۱۲۲۔)

خاتمۂ کتاب چار آئین پر مشتمل ہے جس میں سرکاری دستاویزات کے اہم ترین نمونے شامل کیے گئے ہیں مثلاً شرعی قبالہ جات، پروانہ جات، خدمات اور جاگیر وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ نہایت اہم قانونی دستاویزات کے نمونے دیے گئے ہیں جس میں شرح ہبہ نامہ حویلی، شرح رہن نامہ

حویلی، بیع نامہ حویلی و باغات، وکالت نامے، وصیت نامہ، اقرار نامہ، طلاق نامہ، عاق نامہ، معاملات زوجین، معاملات زمین داری، جزیہ، مالیہ، احتساب، پروانہ مدد معاش، تصدیق نامہ مدد معاش، پتہ نقدی، شرح دستک، راہ داری وغیرہ۔(۱۹۔شاکر خان، نسخہ خطی، ص۔ ۱۲۲۔۱۵۵) آخری حصے میں موجود حکومت کا انتظامی ڈھانچا اور صوبوں کے حساب سے گوشوارے اور عرضیوں کی نقل نے کتاب کی اہمیت وافادیت میں خاطر خواہ اضافہ کیا ہے اور اس کے تاریخی مرتبہ واہمیت کو اجاگر کیا ہے۔اس کتاب کے چند مخطوطے دنیا کے معروف کتب خانوں میں موجود ہیں۔

خطی نسخوں کا تعارف:

نسخہ اول: لندن، برٹش لائبریری۔(۶۵۸۵) یہ مکمل ترین نسخہ ہے۔

نسخہ دوم: لاہور، دانشگاہ پنجاب (ذخیرہ کتب و مخطوطات محمد اقبال مجددی) آر۔۷۔۳۔

نسخہ سوم: کراچی، نیشنل میوزیم (ذخیرہ انجمن ترقی)۵۴۱۔;۷۷۴۶۔۷۷۔۸۷۔

آغاز: الوف محامد ہر حامدی مختص ذات۔۔۔الخ (نسخہ خطی: برٹش لائبریری شمارہ)

کاتب: نسخہ مصنف ہے۔

سائز 9x7

متن: 7 x 5

سطور: 21

خط: نستعلیقِ زیبا

ضحامت: 155

تاریخ تکمیل: دوم شہر رمضان المبارک =1148 AH

تاریخ شاکر خانی کا انداز بیان

تاریخ شاکر خانی کی نثر سادہ رواں اور نہایت متوازن ہے جس میں نثر مرسل، مسجّع اور جابجا شعری آہنگ کی آمیزش نظر آتی ہے۔ معاصر نام ور منشیوں اور انشاپردازوں کی طرح شاکر خان نے زیبائش نثر کے لیے آیات قرآنی واحادیث نبوی وحکایاتِ ادبی واخلاقی واصطلاحات دینی وتاریخی وعلمی کو جگہ جگہ خوب نقل کیا ہے۔اپنے، معاصر اور قدیم شاعروں کے عمدہ اشعار بھی بر محل شامل کیے ہیں۔ دستور العمل میں منشیانہ طرز تحریر (سیاق طرز تحریر) سے خوب استفادہ کیا ہے۔

تاریخ شاکر خانی کا نمونہ نثر

زلف حور وغلمان بی مثل وترفع از میقات طور بر در وشنی مردمک چشم می بخشد، واللیل اذا یغشی وشمس ہای اورشک افزا وغیتہ سرای جرم بی جرم عرض وجوہر قرص بیضاست، جلوہ رونق می دہد۔ والشمس والضحہا ما بین صحن مسطحش، حوض الحیاض بہ تربیع بیاض لب گردان وطراز فوارہ ہزارہ پُرآب مروح ومصفاّ کہ بہ صفایش چشمہ حیوان رسد وضیایش جلای ید بیضا دہد کہ، من الماءِ کل شی حی، گفتہ اند جہتِ طہارت مصلّیان نشاندہ۔۔۔ یافتہ گذاشت پردہ ہای زنبوری وسایہ بان وشامیانہ طیفوری از سقرلات سلطانی زردوز باستادہ ہای طلا ونقرہ وطناب کلابتونی ابریشمی ومفروشات مخمل کاشانی دوخوابہ وغالیچہ عالین ونمد ولایتی وشالین واسباب وآلات شمع چراغخانہ وآفتابچی خانہ وآبدار خانہ وغیرہ از طلا ونقرہ بہ خدمت داشت شماعیان وعود سوزان وبخور افروزان ولخلخہ سازان شمعہای کافوری در شمعدان ہای بلورین وزجاجین روشن می کردند۔(ص ٦٤)

نمونہَ دیگر" وملاہی در جوش وخروش آمد، غفلت وتغافل امر معروف درافرجہ راہ یافتہ اخبار خلاف واقع چہرہَ قبول در مرآت ضمایر تافت بہ وقوع فتنہ" (صفحہ ٣٥)" وفضوح رخنہ اصلاً تدارکش صورت نمی گرفت کہ ارادہَ نادر شاہی بہ این نواحی استقرار پذیرفت، چنانکہ رقم زدہ کلک واقع نویس خواہد گردید، ثانیاً کہ حضرت فردوس آرامگاہ بہ سجع مُسجع مکین تمکین خاص اللہ غنی وانتم الفقراء مبتدع شد۔"(صفحہ ٣٦)

منصب میں اضافے کی تجویز

چون حکم جہان مطاع گردون ارتفاع بہ نام کمترین بندہ ہا شرف صدور یافتہ از بندہ ہای درگاہ متعینہ صوبہ خجستہ بنیاد اورنگ آباد ہر کس در دولت خواہی وجان فشانی سعی کند، مطابق آن تجویز اضافہ منصبی او نمودہ بہ درگاہ والا عرضداشت نماید درین ولا کہ سعادت گزین خواجہ محمد امین بدخشی خدمات پسندیدہ بجاآوردہ بہ جہت سرانجام سرکار خالصہ شریفہ جمعیت زیادہ از ضابطہ نگاہ می دادو اطاعت وانقیاد حکم قدر توام قضا شیم را پیرایہ کامرانی حیات وسرمایہ شادمانی نجات می داند بنابران کمترین بندہ ہا از روی دولت خواہی بر اصل منصب او کہ دوصدی ذات ودوصد سوار باشد تجویز اضافہ درخور۔(ص١١٥)

مدد معاش کے لیے دی گئی زمین کا پروانہ

درین ولا بہ ظہور پیوست کہ مسماۃ زینب وغیرہ کثیر العیال وپریشان احوال اند واز عدم وجہ کفاف اوقات را بہ عسرت می گذرانند لہذا موازی بیست بیگھہ زمین بنجر افتادہ خارج جمع لایق زراعت بہ گزالہی بہ تصدق فرق مبارک بندگان حضرت قدر قدرت خدیو زمین وزمان خداوند مکین ومکان ظل

سبحانی خلیفۃ الرحمانی من ابتدای فصل حریف اودئیل سنہ فلان حسب الضمن در وجہ مدد معاش مومی الیھما از پرگنہ روہتاس (۱۴۸ص) سرکار صوبہ فلان مقرر نمودہ شد، چاہ حضر نماید کہ مسافرین و متر ددین از سایہ وآب آرام یافتہ بہ دعای بقای عمر و دولت ابد طراز مواظبت واشتغال می نمودہ باشند، بوجہ دیگر چون ترتیب باغ واحداث چاہ رونق ملک بادشاہی و موجب آسایش وآرام مسافرین و متر ددین است۔ (ص ۴۸)

نثر میں شواہد سجع متوازی اور مطرف

''منشیان ہر کجابا ہر کہ خواہند آمیخت رنگ ثروت آن راز ہم خواہند ریخت در اوایل آمد ابد الی دما میل المشہور (ص ۸۰) آویخت اور آمیخت کے درمیان سجع متوازی کا تعلق ہے۔

''حس مشترک بہ حافظہ سپردہ پی کم وکاست بلاریب وارتیاب کنایہ وحجاب مرتسم و منتقش می نماید چون بساعتی کہ تولا کند بد و تقویم (۱۲ب) وذوق تمنا برد باد بد و تنجیم'' (تقویم و تنجیم میں سجع متوازی کا تعلق ہے)

متن میں سجع مطرف کے شواہد

''طلا ساختہ ترصیع بہ جواہر زواہر فرمودہ بودند کہ حساب تیاری اش یک کرور و یک لکھ و یک ہزار و یک صد روپیہ۔۔۔ جواہر و زواہر سجع مطرّف ہے اور۔۔۔ ''چہل ستون زیر سایان ارباب طرب زمزمہ آرای تار وُرود ہنگامہ سرای رقص سرود بودہ طبق ہای نثار (ص ۱۷) رود و سرود میں بھی سجع مطرّف کا تعلق ہے۔

''حضور کمی و کوتاہی فاحش بہ میان آورد حقیقت مفصلہ معارج و مدارج و نزول وافول علی وردی خان تاتسلّط صاحبان'' معارج و مدارج کے درمیان سجّع مطرف کا تعلق ہے۔

نمونۂ ترصیع: ''شاہ بہ قندھار سالم وغانم رفت، سالم وغانم کے درمیان صنعت ترصیع کا تعلق ہے۔۔۔''ہتّاکی و سفّاکی کہ عصر عصار و دہر دوار از خانہ زاد موروثی رو بہ کار آورد قاتل۔۔۔(ص ۵۸)

عصر عصار و دھر دوّار، صنعت ادبی ہیں، نیز عصّر و عصّار کے درمیان جناس شبہ اشتقاو زاید بھی ہے۔

تتابع اضافات: صنائع ادبی میں شمار ہوتے ہیں۔ اس کتاب میں ان کا استعمال بھی نظر آتا۔۔۔ ''ظفر کوسِ اسلام بلند آواز، یالوای نصرت دین خیر الانام، تتابع اضافت ہے

تاریخ شاکر خانی میں صنعت جناس

تاریخ شاکر خانی صنائع ادبی سے پُر ہے۔ اس میں صنعت جناس بھی پائی جاتی ہے۔ '' کشش وکوشش، خار وخمار وغیرہ، اسلاف واخلاف کہ درمیان جناس زاید ہے۔ اسی طرح کشش و کوشش اور

بواطن و مواطن بھی جناس اقسام ہیں۔''عجوزہ ناپایدار دنیای غدار بی اعتبار کہ گلشن با خار وملش پُر خمار است۔۔۔، گل و مل کے درمیان جناس مضارع اور خار و خمار میں جناس زاید کا تعلق ہے۔(ص ۳۲)

تاریخ شاکر خانی میں تلمیحات

تاریخ شاکر خانی کی نثر تلمیحات سے بھی پر نظر آتی ہے۔

''۔۔۔می گفتند کہ در عوض خونریزی سادات و خفگی و خستگی ناموس منتسب اہلبیت محترم کہ ازبی شرمی عظیم اللہ بیداد کیش ابن زیاد عہد خویش بہ استمداد وزیر ناعاقبت اندیش و دیگر ازبی شرمی عظیم ملاّ بیداد کیش ابن زیاد عہد خویش (ص ۳۴)۔۔۔اس عبارت میں حادثہ کربلا کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو تلمیح کے زمرے میں آتا ہے۔

تاریخ شاکر خانی میں تشبیہات کا استعمال

مصنف نے کتاب میں پُر کشش تشبیہات کو خوب استعمال کیا ہے۔''سپاہیان ہندوستان شیر جگر؛مانند کوہ الوند استقامت نمودہ؛مثل خرمن؛بسان رعد غریدن؛مانند رمہ گوسفندان؛خس باکوہِ الوند چہ مناسبت ؛روباہ بہ شیر چہ مقابلہ؛ ''جوی آب را بارودِ نیل چہ برابری''؛اسپان بسان گنجشک ہاپرواز کردہ؛زمان شجاع الدولہ پہلوان دوران بغتتاً بر سر فوج مرہٹہ ریختہ قتیل واسیر ساختند،بقیۃ السیف گریختہ آن روی گنگ آوارہ شدند بدولت شر شر رہ توان بہ پشت وغیرہ۔

تشبیہ تلمیحی

متن میں تشبیہ کی مختلف اقسام کو نہایت مناسب طریقہ سے استعمال کیا گیا ہے۔ مثلاً ۔۔۔ درابتدای آمد نادر شاہ سرخی افق آسمان نمایان بود، گھات نربدارا چون سدّ سکندر مستحکم خواھد کرد۔''

مترادفات کا استعمال

مصنف نے حسن نثر کے لیے طرح طرح کے مترادفات کو کمال مہارت کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ مثلاً تعظیم و تکریم؛شبانہ وروزانہ؛ خفگی و خنگی؛ شہر و قصبہ؛ معاونت واعانت؛ خس و خار؛ رنج والم؛ غیظ وغضب؛نان وبعام وغیرہ۔

تاریخ شاکر خانی کے متن میں متضاد الفاظ کا استعمال

متضاد الفاظ عبارت کا حسنِ ہوتے ہیں۔ مصنف نے صنعت تضاد کے استعمال سے بھی اپنی ہنر مندی کا کمال دکھایا ہے۔ مثلاً شب ورُوز؛ خرد وکلان؛سفید وسیاہ؛لیل ونہار وغیرہ۔

نئی تراکیب کااستعمال

مصنف نے نثر کی طرح خوب صورتی کے لیے نہایت خوب صورت اور نئی تراکیب کے استعمال سے متن کوپرکشش بنادیاہے۔مثلاً

گروہ خباثت پژوہ؛ گروہ نکبت اثر؛زن خصلتان؛خدافراموشان؛ شربتِ شہادت؛دستِ غارت از بغل دغل برآوردہ؛ازخوفِ وخشت ظالم حرم محترم؛ پشت پاخوردن؛خوش آمد گویان تیرہ سرشت؛ وغیرہ خوب صورت تراکیب ہیں۔

جنگی اصطلاحات

شاکر خان نے اپنی نادر تاریخی کتاب میں اپنے علم وادب اور فنّی مہارت کواجاگر کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔اس ضمن میں انھوں نے اپنی جنگی اصطلاحات اور فنون حرب سے واقفیت کو بہ خوبی بیان کیا ہے۔ مثلاً گولہ وگلولہ؛ توپ و تفنگ؛رھکلہ وبان و گولہ توپ؛ گولہَ تفنگ؛شمشیر؛ تیر وکمان؛نیزہ؛ گرز؛توپخانہ خرد وکلان؛اسب تازی؛فیل وفیلبان وغیرہ

متن تاریخ شاکر خانی میں ضرب الامثال

ضرب الامثال کااستعمال مصنفین اور نثر نویسوں کاخاصہ رہاہے۔منشی شاکر خان نے بھی عظیم مصنفین کی طرح اس صنف کاخوب استعمال کیاہے مثلاًاعلام عظمت دولت واقبال؛ کسی راکہ اقبال باشد غلام؛صبح عافیتی بدمد وخورشید سعادت طلوع کند؛جوی آب را باُرودِ نیل چہ برابری؛ گردن تابی؛ دست برزنبور خانہ نہادن؛رُوبہ بازی نمودن؛دنیاخوردودین برد؛خربزہ از خربزہ رنگ می گیرد؛فال بد، حال بدمی آرد؛شاہ رانعل درآتش افتادہ وغیرہ

فریب جہان قصہَ رُوشن است   ببین تاچہ زاید،شب آبستن است

مصرع ثانی مشہور ضرب المثل ہے۔

تاریخ شاکر خانی میں مثل وحکایات عربی

مصنف نے عربی اصطلاحات وتراکیب اوراشعار کے استعمال سے نثر کو چار چاند لگادیے ہیں۔عربی الفاظ کی آمیزش سے شاکر خان نے خوب استفادہ کیاہے۔

جراحَات السنان لها التیام   ولا یلتام ما جَرَح اللّسان (ص۲۳)

یعنی نیزے کے زخم مٹ جاتے ہیں زبان کے نہیں مٹ سکتے۔

اَلتقدیر یَضحَک علی التدبیر (ص۶۲) تقدیر، تدبیر پر ہنستی ہے

السِرّ اِذا جَاوَزَ الِاثنین فشَاع (ص۶۷) ہر راز جو دو لوگوں سے بڑھ جائے وہ راز نہیں رہتا۔

رضِیناقسمة الجبار فینا (جو کچھ خدا قسمت میں کرے اس پر راضی رہنا۔ برگ ۷۵) یعنی سب خدا کی دین ہے۔

قسیم النار و الجنّہ (۱۰۵) یعنی جنت دوزخ کے خزانہ کی تقسیم وغیرہ

عزّ مَن قَنع و ذَلّ مَن طَمعَ بر نگین دل نقش بستہ (۱۰۶) قناعت عزت اور طمع خواری ہے۔

تاریخ شاکر خانی مین غیر فارسی الفاظ کا جائزہ

چکلہ ناحیہ،	بخش (دار الخیر اجمیر و چکلہ مراد، ص ۲۱)
راج بنسیان وراتھور	از خانوادہ پادشاھان ھنود (۲۱ ص)
کڑی شہتیر	قراول بیکی کری، ص ۳۱)
پھول کتارہ	شمشیر کوچک بانقش ونگار (خنجر مرصع
کترہ	کوچہ، خیابان (کترہ سرخ دست بستہ، ۱۷ ص)
چھاپہ	نقّاشی (ملبوسات خاصہ بہ چھاپہ الفی، ص ۵۳
دنکہ	نقّارہ (دنکہ زدہ عبور جمن نمودند، ۳۷ ص
پراو	قیام، خیمہ گاہ (باجی راوپراوداشت، ص ۹۳
کچھری	عدالت، داد گاہ (۔۔کچھری بدون، ۳۵ ص)
برسات	فصل باران (برسات کوچ بہ کوچ از آب، ۲۶)
حویلیات	مساکن خانوادہ ایی (ص ۳۶)
بانس	شہتیر (طرف خاص بازار دیبہ و بانس، ۳۶)
بلی	لولہ چوبی (بلی در وسط ہر سہ جانب ص ۳۶)
کواڑ	در، (کواڑ وحنی بدپرازی روبکاران ص ۳۸)
چوکی	نیم کت (وقتیکہ آپا بر چوکی اشنان، ص ۳۸)
اشنان	غسل (بر چوکی اشنان برہنہ، ص ۳۸)

سمدھی	خویشاوند، پدر داماد (باہم سمدہی ص۵۷)
چھاونی	معسکر، اردوگاہ (در باغ چھاونی ص۷۸)
سناسیان	مرتاض، ریاضت کش (جماعہ سناسیان ۱۹)
اچکہ	دُزد (اچکہ وغیرہ بواقعی نماید، ص۴۹)

گوشواروں میں سیاق گنتی کا استعمال

ماضی میں منشی اور مورخ اپنے فن میں طاق تھے اور اپنی نثر نویسی میں مہارت دکھا کر خوب داد بھی پاتے تھے۔ فن تاریخ گوئی اور سیاق گنتی انھی مہارات میں شمار ہوتی ہیں۔ منشی شاکر خان نے اپنی کتاب میں تمام مالی و ملکی گوشوارے اور تفصیلات کے بیان کے لیے سیاق گنتی کا استعمال کیا ہے جن کی تشریح کے لیے علیحدہ سے ایک مضمون کی ضرورت ہوگی۔

تاریخ شاکر خانی کے متن کا دستوری جائزہ

شاکر خان کی انشانویسی میں سبک ہندی کا امتزاج دیکھا گیا ہے۔ انھوں نے اپنی تحریر میں فارسی زبان کے ساتھ ساتھ مقامی الفاظ کی آمیزش بھی کی ہے جس کی وجہ سے پڑھنے والوں کی دل چسپی دوچند ہو جاتی ہے۔ خاص طور پر واحد جمع یا مرکبات بنانے کے لیے عربی اور مقامی طریقہ کو ترجیح دی ہے مثلاً:

سیوم بجای	سوّم (ص۴ و مقرر)
بادشاہ	پادشاہ (ص۲ و مقرر)
خورد	خرد
درخواست	درخاست
مرزا	میرزا
کنانیدہ	کردہ زیاد
مغلیہ	مغولیہ
ازنجا	ازآنجا

جمع بنانے کے لیے طریقہ کار

جمع بنانے کے لیے لفظ ''جات'' کا استعمال کیا ہے۔

رسالجات	رسالہ ھا
فرقہ جات	فرقہ ھا
درہ جات	درہ ھا

امورات، جمع الجمع ہے اور انفار، نفر کی جمع لکھی ہے۔

غیر معروف الفاظ کا استعمال

کشامرہ	کشمیریھا
حیاض	حوض
شماعیان	شمع افروزان

اشتباہات املائی

خورمی	خرّمی
خورسند	خرسند
آزقہ	آذوقہ، آزوغہ
آق ثقال	آق سقال یا آق صقال
وطیرہ	وتیرہ

تاریخ شاکر خانی درباری اور شخصی انشانویسی کا نمونہ ہے جس میں عام واقعات کے علاوہ پروانہ نویسی، خطوط نویسی اور مختلف قسم کے سرکاری خطوط، وثیقہ جات، شرح ہبہ نامہ، اقرار نامے، شرعی دستاویزات، سرکاری پروانے، تجویز نامے، منصب نامے، رہن نامے، بیع نامے، طلاق نامے، وکالت نامے، کفالت نامے وراثت نامے اور مختلف قسم کے شاہی اور ذاتی خطوط شامل ہیں جن کی انشانویسی کو دیکھ کر ہم بہ خوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کتاب محض ایک تاریخ نہیں بل کہ ادب اور ثقافت کا عمدہ نمونہ ہے جس نے شاکر خان کو ایک بلند پایہ محقق اور ادیب کے طور پر روشناس کروایا ہے۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) راسخ، عنایت خان، ۱۹۶۱ء، رسالہ ذکر مغنیان ہندوستان، مرتبہ علی حیدر سیّد، پٹنہ، ادارہ تحقیقات، ص ۵

(۲) شاہنواز خان، صمصام الدولہ (۱۹۷۰) مآثر الامرا، اردو ترجمہ ایوب قادری، لاہور: مرکز اردو بورڈ، ص ۱۵۴

(۳) انصاری، محمد علی (۲۰۱۴) تاریخ مظفری: مقالہ دورۂ دانشوری تصحیح از حامد علی، لاہور: دانشگاہ پنجاب، ص ص ۱۸۔۲۸

(۴) عبرت، محمد قاسم (۱۹۷۷) عبرت نامہ بتصحیح ظہور الدین احمد، لاھور: دانشگاہ پنجاب، ص ۱۵۷

(۵) واضح، مبارک اللہ (۱۷۹۱) تاریخ ارادت خان از غلام رسول مہر، لاہور: دانشگاہ پنجاب، ص ۴۶۲

(۶) انصاری، (۲۰۱۴)، ص ۱۷۳ ب

(۷) عبدالکریم، خواجہ (۱۹۷۰) بیان واقع تصحیح کے. بی نسیم، لاہور: دانشگاہ پنجاب، ص ۲۴۷

(۸) انصاری، (۲۰۱۴۔ تاریخ مظفری) ص ۳۵۵

(۹) ایضاً

(۱۰) شاکر خان، تاریخ شاکر خانی (قلمی) ص ۱۰۰

(11) Abdul Muqtadir (1962) Catalogue of Arabic and Persian Manuscripts in the Oriental Public Library at Bankipur, Patna: Bankipur Library, p 32.15

(12) Rieu, Charles (1965) Catalogue of the Persian Manuscripts in the British Museum, London: British Library, p.279-80

(۱۳) شاکر خان، (قلمی) ص ۲۸

(۱۴) مجددی، محمد اقبال (۲۰۱۳ء) تذکرہ علماو مشائخ پاکستان و ھند، لاہور: پروگریسو، ص ۱۲۵

(۱۵) مجددی، محمد اقبال، (۲۰۱۶ء) فہرست مخطوطات و مصورات ذخیرہ پروفسور محمد اقبال مجددی، لاہور: دانشگاہ پنجاب، ص ۱۹۰

(۱۶) شاکر خان، تاریخ شاکر خانی، (نسخہ خطی) صص ۱۔۱۲

(۱۷) ایضاً، ص ص۔ ۱۲ تا ۱۲۲

(۱۸) ایضاً، ص ۱۱۳۔ ۱۲۲

(۱۹) ایضاً، ص۔ ۱۲۲۔ ۱۵۵

❖❖❖